زرعی مارکیٹ میں ڈیو (Due) کی شرعی حیثیت

اللہ بخش نجمی*

Islam as religion has predominance over other religions of the world. One of the reasons for this predominance is the feature of Islam according to which Islam provides complete guidance for every aspect of life, present or future. The issue of economy, whether on individual or state level, has always been an important part of life. Both the economic systems— capitalism and communism— have failed to address the economic ills of human life. One of the important aspects of economy is sale and purchase of tradeable goods. Marketing of particularly goods in a capitalistic society reeks of exploitative practices. Islam provides a system of marketing which attempts to promote fair profitability within permissible and legitimate parameters. It attempts to circumvent the unbridled greed which has overwhelmed modern man resulting in grave imbalance in society. The capitalistic marketing system has given rise to exploitative marketing practices resulting in constantly increasing cleavage between the rich and the poor. One of the worst affected section, on account of such practices, is rural peasantry who are finding it hard to receive fair price for their agricultural produce and finding no viable solution to their perennial poverty are undertaking urban migration. This influx of agrarian populace to urban centres is adding to the fragile state of already overstretched resources of urban life. In this article, an attempt has been made to review and explore the issue in the light of Islamic teachings. Particular focus here is on a prevalent marketing practice locally referred to as "due". **KRYWORDS:** religion, economy, capitalism, communism, marketing, capitalistic, agrarian, due.

دین اسلام کو دیگر ادیان و مذاہب پر تفوق و برتری حاصل ہے اس کی وجوہ میں سے ایک بنیادی وجہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ انسانی زندگی کے ہر گوشے اور کارگاہ حیات کے ہر مسئلے پر مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے اور اس کی تعلیمات انسانی زندگی میں پیش آمدہ تمام مسائل کا شافی حل پیش کرتی ہیں۔

اسلام جس طرح عبادات پر زور دیتا ہے اس طرح کسب معاش کی اہمیت بھی بیان کرتا ہے، کیونکہ اسلام کا اپنا نظام اقتصاد و معیشت ہے۔ دنیا میں انسانی زندگی کا دارومدار کسب معاش اور ضروریات زندگی کی فراہمی سے ہے۔ قرآن لوگوں کے معاشی تفاوت کی وجہ بھی بیان کرتا ہے۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا[1]

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، چنیوٹ۔

کسب معاش کی اہمیت وضرورت کو حضور اکرم ﷺ نے اس انداز مین بیان فرمایا۔

طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة.[2]

"حلال روزی تلاش کرنا فرض کے بعد فرض ہے"

اس طرح آپ ﷺ نے موجودہ دور کی ان الفاظ میں تصویر کشی کی ہے۔

يأتي على الناس زمان، لا يبالي المرء ما أخذ منه، أمن الحلال أم من الحرام[3]

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دور آے گا لوگوں میں حصول مال میں حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جائے گی۔

اقتصادو معیشت کا مسئلہ فرد کی سطح پر ہو یا معاشرہ وریاست کی سطح پر ہمیشہ سے انتہائی اہمیت کا حامل رہاہے۔ دور حاضر کے دونوں نظام معیشت سرمایہ دارنہ (Capitalism) اوراشتراکی نظام (Socialism) انسانی معاشی مسائل کے حل میں ناکام ہو چکے ہیں۔

چیزوں کی خرید وفروخت کے بغیر کوئی بھی معاشرہ نہیں چل سکتا۔ اسلام استحصال سے پاک منڈی کا نظام دیتا ہے۔ جس میں جلب منفعت کی نہ منہ زور آزادی ہے اور نہ ہی اقتصادی سرگرمیوں پر ناروا پابندیاں ہیں بلکہ معتدل مارکیٹ کی تعلیمات ملتی ہے۔

اسلام جہاں کسب مال کی ترغیب دیتا ہے وہاں حلت و حرمت کے حدود کا تعین بھی کرتا ہے۔ اسلامی ریاست میں ان لوگوں کو خرید وفروخت کی اجازت نہیں جو مارکیٹ کے اسلامی اصول وضوابط سے واقف نہ ہوں۔ چنانچہ خلیفہ راشد ثانی حضرت عمر بن خطابؓ کا فرمان ہے۔

«لا يبع في سوقنا إلا من قد تفقه في الدين»[4]

ہمارے بازاروں مین وہی خرید و فروخت کرے جسے دینی تجارتی احکام کی سمجھ ہو۔

دور حاضر ایک اعتبار سے دور مادیت ہے جس میں کم و بیش ہر شخص تمام امور کو مالی اہمیت سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ زرعی مارکیٹنگ کی نئی نئی صورتیں سامنے آرہی ہیں۔ یہ صورتیں حلت و حرمت کی تمیز کے بغیر ہر شخص کو اپنے دام فریب مین لے کر معاشرتی اور معاشی بگاڑ کا سبب بن رہی ہیں۔ ڈیو، سٹہ بازی، ذخیرہ اندوزی اور گرانی نے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ انسانی عقل سے تشکیل شدہ نظامہاے معیشت نے جبر و استحصال کے سوا کچھ نہ دیا، درد کی دوا کہاں سے ملے گی، وہ ایک ہی راستہ ہے جو اسلام

فراہم کرتا ہے۔مالک کائنات کو فتنہ و فساد اور ظلم و حق تلفی ہر گز گوارہ نہیں۔ اسلام عادلانہ نظام منڈی دیتا ہے، جو استحصال سے پاک ہے۔

جس زمانے میں قرآن کریم نازل ہوا، اس زمانے میں پوری دنیا میں جو تجارت ہو رہی تھی اس کا بڑا حصہ زراعت پر اور زرعی مصنوعات پر مشتمل تھا۔ بہت تھوڑا حصہ تھا جس کا تعلق غیر زرعی مصنوعات سے رہا ہو۔ اس کے منفی پہلو سے لوگوں کو محفوظ کرنے کے لیے قرآن نے تجارتی معاملات میں اخلاقی اور روحانی پہلوؤں پر زیادہ زور دیا۔ قرآن مجید جہاں مختلف پیغمبروں کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا ہے، اس کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ معاشی رویہ کی اصلاح اور تجارت و معیشت کی پاکیزگی اور تطہیر آسمانی شریعتوں کے اہم مقاصد میں سے ہے۔

سیدنا شعیبؑ خاص طور پر ایک ایسی قوم میں بھیجے گئے تھے جو مارکیٹنگ کی استحصالی صورتوں میں بدنام تھی۔ سیدنا شعیبؑ نے جو باتیں بہت تاکید کے ساتھ ان کو بتائیں ان میں ناپ تول میں کمی اور لوگوں کو مختلف دوسرے طریقوں سے لوٹنے سے منع فرمایا۔ جب سیدنا شعیبؑ یہ تعلیمات مخاطبین کو فراہم کر رہے تھے تو وہ اسی طرح حیرت سے پوچھتے تھے جیسے آج بعض لوگ حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ مذہب کا معاشیات و تجارت سے کیا تعلق ہے؟

چونکہ انسان حصول مال میں بے مہار ہو گیا ہے اس لیے معاشی بگاڑ پیدا ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں سرمایہ دارانہ نظام مارکیٹنگ کی وجہ سے جبر و استحصال نے جنم لیا۔ جس سے آئے روز امیر اور غریب کی خلیج وسیع ہوتی جا رہی ہے۔ ملک کی اکثریتی آبادی غربت میں پھنس رہی ہے۔ خاص طور پر دیہی آبادی زیادہ متاثر ہو رہی ہے، چھوٹا کاشتکار اور مزدور طبقہ غربت سے تنگ آکر شہروں کا رخ کر رہا ہے جس سے شہری مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اس لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ زرعی مارکیٹنگ اور اس کی مروجہ صورتوں کا جائزہ لیا جائے اس میں پائی جانے والی شرعی طور پر ناجائز صورتوں کی تحقیق کر کے اصلاح کی کوشش کی جائے۔

پاکستان ایک ایسا زرعی ملک ہے جس کی ٪۶۵ آبادی کی روٹی روزی زراعت سے وابستہ ہے۔ پاکستانی معیشت پر گہری نظر رکھنے والے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ ہماری معیشت کا آخری سہارا ہمارا کسان اور ہمارا کھلیان ہے۔ مگر یہ آخری سہارا آج خود بے سہارا اور بے یار و مددگار ہے۔ اس کی بنیادی وجہ زرعی مارکیٹنگ کی موجودہ صورت حال ہے۔ جس میں کسان کو اس کی زرعی پیداوار کی

مناسب قیمت نہیں ملتی جبکہ اس کا فائدہ صارف کو بھی نہیں ہو رہا۔ صارف تک پہنچتے پہنچتے اسی چیز کی قیمت آسمان پر چڑھ جاتی ہے۔ جس کو کسان اونے پونے بیچنے پر مجبور ہوتا ہے۔ ان استحصالی صورتوں میں سے ایک "ڈیو" بھی ہے۔ اب "ڈیو" کا تعارف اور اس سے پیدا شدہ مسائل کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

"ڈیو" کیا ہے

(ڈیو) بھی قرض پر چیزیں دینے کے لئے بولی جانے والی اصطلاح ہے جس کو منڈیوں کے لین دین میں سمجھا اور بولا جاتا ہے۔ ہوتا کچھ یوں ہے کسان چونکہ مفلوک الحال ہے وہ خود اپنی فصل کے اخراجات اٹھا نہیں سکتا۔ پاکستانی بنکنگ کا نظام پیچیدہ ہونے اور کسان اپنی جہالت کی وجہ سے وہ بینک سے لون حاصل نہیں کر سکتا ویسے بھی بینک با آثر جاگیر داروں اور سرمایہ داروں کو قرض دیتے ہیں بعد میں وہی قرضے اپنے اثر ورسوخ سے رائٹ آف کروالیتے ہیں جس سے ملکی معیشت پر بھی بوجھ پڑتا ہے۔ کسان اپنی فصل اگانے کے لیے آڑھتی کے پاس قرض لینے کے لیے جاتا ہے۔ وہ قرض اسے ان کیش نہیں دیتا ۔اس کو زرعی مداخل لے کر دیتا ہے۔ کھاد ڈیلر اور زرعی ادویات و بیج والے سے کھاد، زرعی ادویات اور بیج دلواتا ہے۔ ان چیزوں کی قیمت بازاری قیمت سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ مثلاً اگر بازار میں ڈی اے پی کھاد کی قیمت بائیس سو روپے ہے تو "ڈیو" پر اس کی قیمت میں پانچ سو سے لے کر ہزار روپے کا اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بیج اور زرعی ادویات کی قیمت میں بھی اسی شرح سے اضافہ ہوتا ہے۔

مجبوراً کسان اس کی شرائط پر وہ چیزیں لے لیتا ہے۔ شرئط کیا ہوتی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ کسان آڑھتی کو خالی چیک دے گا یا اس کی مرضی کا کوئی ضامن دے گا تا کہ اس کا دیا ہوا قرض واپس مل سکے۔

۲۔ کسان پابند ہو گا کہ وہ زرعی پیداوار اسی آڑھتی کے پاس ہی لائے۔

۳۔ اس کسان جس نے قرض لیا ہوا ہوتا ہے اس کی زرعی پیداوار کے فروخت کرنے کی کمیشن زیادہ ہوتی ہے۔

۴۔ اس کسان کی زرعی پیداوار سے چونگی بھی زیادہ لی جاتی ہے۔

۵۔ اگر زرعی پیداوار حکومتی ڈیپارٹمنٹ محکمہ فوڈ کو یا کسی اور آڑھتی کے ذریعے زرعی پیداوار فروخت کرتا ہے تو اس زرعی پیداوار کی کمیشن اور قرض، قرض دینے والے آڑھتی کو بھی دیتا ہے۔

درج بالا شرائط کے تحت دیے جانے والے قرض کو "ڈیو" بولا جاتا ہے۔

ڈیو کی شرعی حیثیت:

اس پر دو آراء ہیں ایک رائے ہے کہ یہ اُدھار پر بیع ہے۔اس میں زیادہ قیمت لی جاسکتی ہے۔اور دوسری رائے یہ ہے کہ آڑھتی ان کیش قرض نہیں دیتا اور وہ حیلہ کرتا ہے اور چیزیں دیتا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کا حیلہ ملتا ہے "واقعہ سبت" میں۔

جواز کا فتوٰی:

اس کو علماء کرام ادھار پر بیع کی حیثیت دیتے ہیں۔اور اس میں زیادہ رقم کی وصولی کے بارے میں علماء کے اندر اختلاف ہے۔اور اکثر علماء کرام اس کو کسان کا استحصال قرار دیتے ہیں۔لیکن بعض اس کو ادھار پر بیع قرار دیتے ہیں اور زیادہ قیمت کی وصولی کے جواز کا فتوٰی دیتے ہیں۔کیونکہ یہ ثمن پر ادھار نہیں بلکہ چیز پر ادھار ہے اور اس پر زیادہ رقم لی جاسکتی ہے۔

ڈاکٹر نور محمد غفاری اپنی کتاب میں دور جاہلیت کی منظر کشی ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

کسانوں کو (بالخصوص طائف اور مدینہ میں) سودی قرضے دیتے اور ان کی تمام فصل (پیداوار) پر قبضہ کر لیتے، گویا تاجر "زیادہ سے زیادہ نفع" (noitazimixaM tiforP) کے استحصالی حربہ کے استعمال میں آج کے سرمایہ داروں سے ملتے جلتے تھے، جو اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ سرمایہ دار کی استحصالی ذہنیت ہر دور میں ایک جیسی رہی ہے۔[5]

مجبور کسان:

جب فصلوں کی قیمت منڈی میں برداشت کے سیزن میں پول کے ذریعے کم کر دی جاتی اور کسان اپنی فصل اونے پونے ریٹ پر بیچ دیتا ہے۔اور اس کا سابق لیا ہوا "ڈیو" بھی نہیں اترتا۔اکثر چھوٹا کسان دوبارہ "ڈیو" پر کھاد اور بیج لینا شروع کر دیتا ہے۔اب وہ کیا کرتا ہے "ڈیو" پر کھاد و بیج لیا اور وہیں منڈی میں موجودہ قیمت پر فروخت کر دیا اور ڈیزل اور گھریلو ضروریات خریدنے کے لیے موقع پر ہی نقصان کر لیا۔اس طرح اس کا دیوالیہ ہو جاتا ہے۔

آڑھتی اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اپنی منہ مانگی قیمت پر فراہم کرتا ہے اور وصولی کے لئے کسان سے خالی چیک پر نشان انگوٹھا یا دستخط کروا کے وصول کرتا ہے اور اس کو پابند کرتا ہے کہ میری مرضی کی شرح کمیشن پر تو نے اپنی پیداوار میری آڑھت پر لے کر آنی ہے۔اب اگر کسی وجہ سے کسان

کی فصل خراب ہو گئی تو اس کو پولیس اور پرچہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے اس کا دیوالیہ ہو جاتا ہے۔اس کی چمڑی پولیس بھی ادھیڑتی ہے اور آڑھتی بھی۔ نتیجتاً وہ قرض کی وجہ سے اپنی زرعی زمین بیچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

شہری آبادی میں اضافہ کا سبب:

پاکستان میں شہری آبادی میں بے تحاشہ اضافہ ہو رہا ہے جس سے شہروں میں طرح طرح کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ شہری زندگی جرائم کی شرح بڑھ رہی ہے۔ صفائی کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔چونکہ چھوٹا کسان کھیتی باڑی میں نقصان کی وجہ سے زرعی زمینیں بیچ رہا ہے۔اور وہ شہروں میں منتقل ہو رہا ہے۔

پروگرام "بازار":

ایک دن جیو ٹی وی نیٹ ورک پر ایک فیچر دکھایا جارہا تھا جس میں پروگرام "بازار"کا اینکر پرسن یہ تجزیہ پیش کر رہا تھا کہ پاکستان کے چھوٹے کسان اپنی زمینیں بیچ کر شہروں کا رخ کر رہے ہیں جس سے شہری زندگی میں طرح طرح کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔

درج بالا حالات کے تحت کے جب مسائل جنم لے رہے ہیں۔اور ایک بڑی آبادی اس سے متاثر ہو رہی ہے۔

اس معاملہ میں درج ذیل چیزیں شرعی طور پر ممنوع ہیں۔

1۔ مدت کے لئے من مانی قیمت وصول کرنا۔

2۔ بیع اور قرض اکھٹے نہیں ہو سکتے۔

3۔ سود کا حربہ۔

4۔ کمیشن زیادہ وصول کرنا۔

5۔ چونگی کے نام پر غلہ کا کچھ حصہ بغیر قیمت کے لے لینا۔

6۔ عدم ادائیگی کی صورت میں چیک پر اپنی مرضی کی قیمت لکھ کر وصول کرنا

چونکہ ہمارے ہاں سرمایہ دارانہ نظام کے تحت بڑی قبیح صورت ہے تجارت کی جس میں سود جزو لاینفک ہے، جس کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول نے اعلان جنگ فرمایا۔

اسی طرح اکثر دفعہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو ساتھ ملا کر عین فصل کاشت کرتے وقت بیج کی ترسیل روک دی جاتی ہے اور اس کی قیمت آسمان سے باتیں کرنے لگ جاتی ہے کسان مجبور ہے وہ پھر بھی خریدتا ہے ۔چونکہ اس کا وہی ذریعہ ہے روزی کا اب وہ کہاں جائے۔

اب شرعی نقطہ نظر سے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

1۔نقد اور ادھار میں قیمت کا فرق۔

نقد اور ادھار کی الگ الگ قیمت ممنوع ہے۔

عن ابی ہریرہ قال نہی رسول اللہ عن بیعتین فی بیعۃ[6]

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی چیز کو دو مختلف صورتوں میں بیچنے سے منع فرمایا(یعنی نقد کم قیمت پر اور ادھار زیادہ قیمت پر کیونکہ یہ بھی سود ہے۔

من باع بیعتین فی بیعۃ فلہ أوکسھما أو الربا .[7]

کہ جس کسی نے ایک چیز دو مختلف صورتوں میں بیچی تو خریدار کم قیمت والی کا مستحق ہے۔یا پھر وہ سود ہے۔

ایک بیع میں دو بیع کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب کہ ایک ہی شخص سے یہ کہا جائے کہ نقد لو تو چار سو روپے اور 6ماہ کے ادھار پر پانچ سو روپے۔

قرض کے ساتھ ایک اور خرید وفروخت کا معاملہ:

اس کی صورت یہ ہے کہ قرض دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی مقروض سے کوئی چیز خریدنے کی شرط یا اس کے ہاتھ فروخت کرنے کی شرط لگائی جائے۔(ڈیو)میں یہ چیز شامل ہے کہ مڈل مین ایک تو ادھار بیج، کھاداور زرعی ادویات فروخت کرتا ہے ساتھ یہ شرط بھی لگاتا ہے کہ تم نے پیداوار میری دکان پر فروخت کرنا ہے۔جس معاملہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا:

« لا یحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع........[8]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فروختگی اور قرض کا جمع کرنا جائز نہیں،اور نہ ہی دو شرطوں کو جمع کرنا جائز ہے۔۔۔۔۔۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ قرض کے ساتھ منتھی کیا ہوا تجارتی معاملہ حرام ہے کیونکہ اس کے ذریعہ سے قرض کی بنیاد پر مقروض سے عام طور پر ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس استحصال اور ظلم کو بند کرتے ہوئے ابتداء ہی سے ان دونوں کو جمع کرنے سے منع فرمادیا۔

الغرض ہر قرض جو نفع لینے کا سبب ہے وہ سود ہے، اور سود حرام ہے۔

کل قرض جر منفعة فھو ربا ۔[9]

ہر قرض جو نفع لائے وہ سود ہے۔

حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رباء کی تعریف یہ فرمائی ہے: کل قرض جر نفعا فھو ربا۔ یعنی جو قرض نفع حاصل کرے وہ ربا ہے۔ یہ حدیث جامع صغیر میں ہے اور عزیزی نے اس کو حسن کہا ہے۔ خلاصہ: یہ ہے کہ ادھار دے کر اس پر نفع لینے کا نام ربا ہے جو جاہلیت عرب کے زمانہ میں رائج اور معروف تھا جس کو قرآن کریم کی آیت مذکورہ نے صراحتہً حرام قرار دیا اور ان آیات کے نازل ہوتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس کو چھوڑ دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قانونی خصومات میں اس کو نافذ فرمایا اس میں نہ کوئی ابہام تھا نہ اجمال نہ اس میں کسی کو کوئی اشتباہ واشکال پیش آیا۔[10]

ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ ٱلرِّبَوٰاْ لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ ٱلَّذِى يَتَخَبَّطُهُ ٱلشَّيْطَٰنُ مِنَ ٱلْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْبَيْعُ مِثْلُ ٱلرِّبَوٰاْ ۗ وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَوٰاْ ۚ فَمَن جَآءَهُۥ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ فَٱنتَهَىٰ فَلَهُۥ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَمَنْ عَادَ فَأُوْلَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۔[11]

ترجمہ: جو لوگ کھاتے ہیں سود نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیئے ہوں جن نے لپٹ کر یہ حالت ان کی اس واسطے ہوں گی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہے جیسے سود لینا حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو، پھر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اس کیواسطے ہیں جو پہلے ہو چکا اور معاملہ اس کا اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی پھر لیوے سود تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

کمیشن زیادہ وصول کرنا:

عام طور پر جو کسان مڈل مین سے قرض نہیں لیتا اس سے کمیشن کم لی جاتی ہے یعنی 2.5 ٪ سے لے کر 3٪ کے حساب سے اور جس نے قرض لیا ہوا ہو اس سے کمیشن زیادہ لی جاتی ہے پانچ، چھ فیصد۔ تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کیا یہ سود نہیں؟ یعنی ایک تو جب "ڈیو" پر چیز دینی ہے تو مہنگی دینی ہے اور جب

کسان کی فصل دوکان پر آجاتی ہے تو کمیشن زیادہ کاٹتا ہے۔ چونکہ وہ مجبور ہے اس لئے یہ بیع مضطر میں آتا ہے۔

ناروا کٹوتی، ناپ تول میں کمی بیشی

چونگی کی شرعی حیثیت سے متعلق دار العلوم دیوبند کا فتویٰ۔

یہ فتویٰ آن لائن سروس سے حاصل کیا گیا۔

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اور علماء اکرام بیچ اس مسئلہ میں

غلہ اور سبزی منڈی میں ایک اصطلاح بولی جاتی "چونگی" کے نام سے۔ لیکن اسکی صورت دونوں منڈیوں میں مختلف ہے۔ پہلی صورت غلہ منڈی میں یہ ہے کہ کسان اپنی پیداوار غلہ وغیرہ منڈی میں لے آتا ہے، پلیدار اور تولے وزن کرنے لگتے ہیں۔ آخر پر وہ اپنی مرضی سے غلہ کا ایک حصہ روک لیتے ہیں۔ آڑھتی سے جس کسان نے قرض لیا ہوا ہوتا ہے اس کا زیادہ غلہ روک لیتے ہیں۔ اس غلہ کو آڑھتی اور پلے دار آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں اور اس کی قیمت وہ کسان کو نہیں دیتے کہ یہ ہماری چونگی ہے۔ حالانکہ مارکیٹ کمیٹی ایکٹ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ کسان کے غلہ میں سے کسی قسم کی چونگی وغیرہ نہیں لی جاسکتی۔

دوسری صورت سبزی منڈی کی ہے کہ جب آڑھتی بولی کروانے لگتا ہے فروٹ کی یا سبزی کی تو وہ اس میں سے فروٹ یا سبزی کا ایک حصہ اٹھالیتا ہے پھر بولی کرواتا ہے اور نہ وہ حصہ بولی میں شامل ہوتا اور نہ اس کی قیمت کسان کو دی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہماری چونگی ہے۔ قانونی لحاظ سے دونوں صورتیں ناجائز ہے البتہ شرعی لحاظ سے قرآن وسنت اور فقہاء کے اقوال کے ساتھ تفصیلی دلائل سے وضاحت فرمائیں۔

جواب:

(۱) یہ چونگی لینا ناجائز و حرام ہے، آڑھتی اور پلے دار دونوں کے لیے حرام ہے، یہ کسانوں پر ظلم ہے، حدیث میں آتا ہے کسی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر نہ لینا چاہیے، اور جب مارکیٹ کمیٹی ایکٹ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ کسان کے غلہ میں کسی قسم کی چونگی وغیرہ نہیں لی جاسکتی۔ تو پھر یہ تو قانونی طور پر بھی ناجائز ہے۔

(۲) یہ بھی ظلم وزیادتی ہے، بولی لگاتے وقت فروٹ یا سبزی کا ایک حصہ اٹھالیتا ہے، یہ کس چیز کے عوض میں اٹھاتا ہے؟ یہ بھی سراسر ظلم وزیادتی ہے۔ہاں اگر آڑھتی یا دلال کسی کا مال فروخت کرواتا ہے اور اس کے لیے محنت ومشقت کرتا ہے بھاگ دوڑ کرتا ہے تو اپنا حق المحنت پہلے سے طے کر کے رضامندی کے ساتھ لے سکتا ہے.

چونگی اور کٹوتی کی مختلف صورتیں:

غلہ منڈی اور سبزی منڈی میں جائیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کتنی کسان کی فصل سے ناروا کٹوتی ہوتی ہے۔اس کا طریقہ کچھ یوں ہے۔

1۔غلہ جات

غلہ منڈی میں جب کسان کی فصل جاتی ہے بھاؤ تاؤ طے ہو جاتا ہے جب وزن کا معاملہ آتا ہے تو فصل وزن کرنے کے بعد چنگی کے نام پر غلے کا ایک حصہ رکھ لیا جاتا ہے اب کسان بیچارہ مجبور ہے خون کے گھونٹ پی کر خاموش رہتا ہے اور اس کی کون سننے والا ہے۔

2۔سبزیات

سبزی منڈی میں معاملہ اس سے بھی زیادہ ظالمانہ ہے کہ جب کسان کی سبزی کی بولی ہو رہی ہوتی ہے اگر مڈل مین یا اس کا نمائندہ جتنے رقم کا اضافہ کر رہا ہو مثلاً ایک گٹو مٹر کا سودا کرنا ہے۔وہ بولی کروائے گا بولی 300 روپے سے شروع ہو گی وہ بیس روپے خریداروں کے اشارے بڑھاتا جائے گا جب بولی ختم ہو گی تو وہ کہے گا 20 سے لیکر 50 روپے چھوٹ دے گا۔اور اس چھوٹ میں سے "لگا" کے نام پر خریدار سے وصول کرے گا۔اول تو اس کو چھوٹ کا اختیار نہیں ہے۔چونکہ اس کے ذمہ بیچنا ہے۔لیکن خریدار سے وصول کرنے کے لیے اس کو چھوٹ کرے گا، اور اس میں سے "لگا" کے نام پر وصول کرے گا۔حالانکہ مڈل مین کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا اور وہ "لگا" وصول کر رہا ہوتا ہے۔

پھل:

اسی طرح فروٹ کی بولی کروا رہا ہو گا ٹوکرے کا یا دانوں کے حساب سے جب قیمت طے ہو جائے گی تو اس میں چونگی کے نام پر مثلاً آم، تربوز، خربوزا اور کنو وغیرہ کی بولی کروانے کے بعد اچھے اس میں سے دانے اٹھالے گا۔

گنا:

اکثر چھوٹا کسان شوگر مل میں گنا نہیں لے جا سکتا اس میں پیچیدہ سی پی آر کی ادائیگی کی وجہ سے وہ کنڈوں پر مڈل مین کے پاس لے جاتا ہے۔ایک تو وہ وزن میں ہیرا پھیری کرتے ہے ان کے کنڈے درست نہیں ہوتے دوسرا ناروا کٹوتی کرتے ہیں مختلف حیلوں بہانوں سے۔اسی طرح شوگر مل والے مڈل مین کو گنے کی قیمت کی ادئیگی کر دیتے ھیں اور کسان کو نہیں کرتے۔کیونکہ مڈل مین شوگر مل افسران کو رشوت دیتے ہیں اور کسان کا استحصال کرتے ہیں۔ شوگر مل میں بھی ظالمانہ کٹوتی کی جاتی ہے۔2007اور2008کے سیزن میں گنا کی 75٪تک کاٹ کی گئی۔ جسکی وجہ سے کسان نے گنا کی فصل کم کر دی اور یہ بھی سبب بنا چینی بحران کا جو شوگر مل والوں کا پیدا کیا ہوا تھا۔

شوگر مل کے ملازمین کو مڈل مین رشوت دیتے ہیں جن کی وجہ سے وہ ان کو مفاد پہنچاتے ہیں اور کسان کو ذلیل کرتے ہیں۔اسی طرح مڈل مین کو گنا کی قیمت زیادہ دیں گے اور کسان کو کم تاکہ مڈل مینی کو فروغ دیا جائے اور کسان کو Discourage کیا جائے تاکہ وہ گنا مڈل مین کے ذریعے سے شوگر میں لے کر آئے۔

ناپ تول میں کمی بیشی:

تولے

غلہ منڈی میں ایک کردار ہے جن کو " تولے " کہا جاتا ہے۔یہ فصلوں کا وزن کرتے ہیں، یہ آڑھتی کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔ان میں سے کچھ مڈل مین کے ساتھ ملی بھگت کر کے کنڈے کو خراب کرتے ہیں۔اس طرح کنڈے سے ڈنڈی مارتے ہیں۔

ایک آڑھتی کا وزن کرنے اور "تولے" پر تبصرہ

میں سال 1957ء سے آڑھت کا کام کر رہا ہوں' بعد میں کپاس کا کاروبار شروع کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت دی ہوئی ہے کہ میں کم تولنے والے کو پکڑ لیتا ہوں اور میرے سامنے ایک کلو تک ڈنڈی نہیں مار سکتے' جب بھی منڈی میں کپاس آتی ہے یا کپاس کا سیزن شروع ہوتا ہے اس سیزن میں کپاس تولنے والوں کی مانگ بڑھ جاتی ہے جسے ''تولا'' کہا جاتا ہے اور ان کا کاروبار زندگی بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ صرف کپاس کے تین چار ماہ کے سیزن میں کپاس تولتے ہیں باقی دنوں میں کم ہی کام کرتے ہیں۔

بعض "تولے" بہت ہی ایماندار ہوتے ہیں اور ان کی زندگی سکون سے گزرتی ہے۔ بعض "تولے" بہت کم تولتے ہیں ان کو فن آتا ہے کہ وہ بظاہر وزن پورا تولتے ہیں مگر ان کو خاص تکنیک آتی ہے کہ وہ جب تولتے وقت وزن پورا دکھاتے ہیں مگر جب مالک دوبارہ وزن کرتا ہے تو ایک بورے سے پانچ سے چھ کلو تک وزن زیادہ ہوجاتا ہے اور روزانہ وہ بیسیوں بورے تولتے ہیں اور اس کا نقصان کسان کو ہوتا ہے اور بیوپاری کو فائدہ ہوتا ہے اور تولنے والوں کی سیزن میں مانگ بڑھ جاتی ہے جو روزانہ چار پانچ وزن سے زیادہ کپاس بیوپاری کو دلاتے ہیں اور خود بھی کماتے ہیں۔ میں کم تولنے والوں کو جانتا ہوں الحمد للہ آج تک ان کو اپنی دکان یا فیکٹری میں داخل تک نہیں ہونے دیا کیونکہ مجھے انجام کا علم ہے۔ میں نے ایک نہیں سینکڑوں "تولے" دیکھے ہیں جو سیزن میں بہت کم کماتے ہیں۔ سیزن کے دوران ان کے پاس بہت پیسہ ہوتا ہے مگر جیسے ہی سیزن ختم ہوتا ہے ان کے پاس بھی رقم ختم ہوجاتی ہے' برکت ختم ہوجاتی ہے اور بھیک مانگتے پھرتے ہیں حتیٰ کہ سگریٹ بھی مانگ کر پیتے ہیں مگر انجام کو بھول جاتے ہیں اور اگلے سیزن کا انتظار کرتے ہیں۔[12]

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ[13]

اور انصاف سے تولو اور کم نہ تولو۔

اب مڈل مین سے جو چیز لیں بیچ لیں وہ بوری یا گٹو میں بند ہوگا اور اس پر لکھا ہوگا Net Weight when packed چاہے وہ وزن گھٹا جائے اسی طرح جب مڈل مین کسان سے زرعی پیداوار ہر بوری سے دو کلو بوری پر اور گٹو پر ایک کلو زیادہ لینا، منڈی میں عام معمول ہے۔ کہ لینے کے پیمانے اور دینے کے پیمانے اور، کیا یہ قوم شعیب علیہ السلام والا معاملہ نہیں ہے۔

جس کے بارے میں قرآن مجید یہ بیان کرتا ہے۔

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ- الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ- وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْوَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ- أَلَايَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ- لِيَوْمٍ عَظِيمٍ- يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔[14]

کم ناپنے والے اور کم تولنے والے کے لئے افسوس ہے (اللہ تعالیٰ نے "ویل" کا لفظ استعمال فرمایا "ویل" کے ایک معنی تو افسوس کے آتے ہیں، دوسرے معنی اس کے ہیں "دردناک عذاب" اس دوسرے معنی کے لحاظ سے آیت کا ترجمہ ہوگا ان لوگوں پر دردناک عذاب ہے جو دوسروں کا حق کم

دیتے ہیں، کم ناپتے تولتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب دوسروں سے اپنا حق وصول کرنے کا موقع آتا تو اس وقت حق پورا لیتے ہیں (اس وقت تو ایک دمڑی بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے) لیکن جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دینے کا موقع آتا ہے تو اس وقت (ڈنڈی مار دیتے ہیں) کم کر دیتے ہیں۔
(جتنا حق دینا چاہئے تھا اتنا نہیں دیتے) کیا ان لوگوں کو یہ خیال نہیں ہے کہ ایک عظیم دن میں دوبارہ زندہ کئے جائیں گے، جس دن سارے انسان رب العالمین کے سامنے پیش ہوں گے۔
اور اس وقت انسان کو اپنے چھوٹے چھوٹے عمل کو بھی پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں ہو گا، اور اس دن ہمارا اعمال نامہ ہمارے سامنے آجائے گا، تو کیا ان لوگوں کو یہ خیال نہیں کہ اس وقت کم ناپ کر اور کم تول کر دنیا کے چند ٹکوں کا جو تھوڑا فائدہ اور نفع حاصل کر رہے ہیں، یہ چند ٹکوں کا فائدہ ان کے لئے جہنم کے عذاب کا سبب بن جائے گا۔ اس لئے قرآن مجید نے بار بار کم ناپنے اور کم تولنے کی برائی بیان فرمائی، اور اس سے بچنے کی تاکید فرمائی۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا جرم:

حضرت شعیب علیہ السلام جب اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے تو اس وقت ان کی قوم بہت سی نافرمانیوں میں مبتلا تھی جن میں سے ایک کم ناپنا اور کم تولنا اور دینے اور لینے کے الگ الگ پیمانے تھے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ نبی علیہ السلام کی کہنے پر سر تسلیم خم کرتے بلکہ انہوں نے آج کے ساہوکار کی طرح اعتراض کرنے شروع کر دئے۔

قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ[15]

انہوں نے کہا اے شعیب علیہ سلام کیا تمہاری نماز تمہیں اس بات کا حکم دے رہی ہے کہ ہم ان معبدوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباو اجداد عبادت کرتے تھے، یا ہم اپنے مال میں جس طرح چاہیں تصرف کرنا چھوڑ دیں۔
حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں پیار و محبت سے سمجھایا لیکن وہ لوگ باز نہ آئے جس طرح آج کی زرعی مارکیٹنگ میں ہو رہا ہے۔ بالآخر اللہ کا عذاب آگیا۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ[16]

انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اس کے نتیجے میں ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔

وہ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ کم ناپ کر، کم تول کر، ملاوٹ کر کے دھوکہ دے کر ہم اپنے مال و دولت میں اضافہ کر رہے ہیں لیکن وہ ساری کی ساری دولت دھری کی دھری رہ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان پر آگ کے انگارے برسائے اور ساری قوم جل سڑ گئی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پہلی قوموں کے جرائم اور عذاب کا تذکرہ قصہ کہانی سنانے کے لئے نہیں کیا بلکہ تنبیہ ہے کہ اے امت محمدیہ تم ان جرائم میں مبتلا نہ ہو جانا تاکہ اللہ کے غضب کا سبب نہ بن جانا۔

درج بالا حقائق کی روشنی میں "ڈیو" استحصال پر مبنی ہے۔ اس لیے اس کو زرعی مارکیٹنگ سے ختم کیا جائے۔ چونکہ "ڈیو" کو رواج دینے میں مڈل مین کا کردار ہے اسی لیے آقا نامدار ﷺ نے اس پیشہ کو ناجائز قرار دیا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

لا تلقوا الركبانولا يبيع حاضر لباد فقيل لابن عباس قوله لا يبيع حاضر لباد قال لا له سمسارا[17]

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیہات سے آنے والے سواروں سے راستے میں جا کر سودا نہ خریدو اور نہ ہی شہر والا دیہات والے کا مال بیچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا مڈل مین نہ بن جائے۔

حوالہ جات و حواشی

1[الزخرف: 32]

2 البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرى،(حيدر آباد :مجلس دائرة المعارف النظامية ، الطبعة : الأولى . 1344 ه) (6/ 128)

3البخاري، محمد بن اسماعيل، صحيح البخاري ، كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال (3/ 55)

4الترمذي، محمد بن عيسى، سنن الترمذي، ابواب الوتر، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم (2/ 357)

5(غفاری نورمحمد ڈاکٹر ،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی(کراچی:، شیخ الہنداکیڈمی) ص:45

6 ترمذی،ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ:جامع ترمذی،کتاب البیوع،باب ما جاء فی نہی عن بیعتین فی بیعة، سنن الترمذي (3/ 533)

7 ابو داود،سلیمان بن اشعث:سنن ابی داود،کتاب البیوع،باب فی من باع بیعتین فی بیعة، سنن أبی داود (3/ 290)

8سنن أبی داود، کتاب الاجارہ، باب فی الرجلي بیع مالیس عندہ. (3/ 303)

9السنن الکبری للبیہقي (5/ 573)

10معارف القرآن مفتی محمد شفیع عثمانی 283/3، ادارہ المعارف کراچی،اکتوبر .1998

11البقرہ 275

12فاروقی، ایم اجمل ڈاکٹر،خود کفالت سے خودکشی تک(دہلی،15- گاندھی روڈ، دہرہ دون)بحوالہ ماہ نامہ عبقری ۲۰۱۳

13الرحمن: 9

14 المطففین:1تا6

15 ھود87

16 شعراء 189

17بخاری،محمد بن اسماعیل:صحیح بخاری،کتاب البیوع، باب النہي عن تلقي الرکبان وأن بیعه مردود لأن صاحبه عاص آثم إذا کان به عالما وھو خداع في البیع، والخداع لا یجوز (72/3)